قیادت نامہ

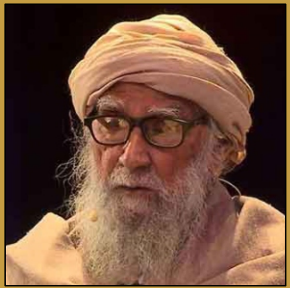

مولانا وحیدالدین خاں

قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ

’’اور ہم نے ان میں امام بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے جب کہ انھوں نے صبر کیا (السجدہ)

اس سے معلوم ہوا کہ امامت اور قیادت کی سب سے ضروری شرط صبر ہے۔ صبر آدمی کے اندر وہ صفت پیدا کرتا ہے کہ وہ ہر قسم کی ترغیبات سے اوپر اُٹھ کر سوچے۔ وہ آدمی کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ احساس ذمہ داری کے تحت بولے، اور جو کچھ کرے سنجیدہ فیصلہ کے تحت کرے۔

ایک مشورہ

ڈاکٹر رائٹ (Dr. Theodore Paul Wright Jr.) ایک امریکی عالم ہیں۔ انھوں نے ہندوستانی مسلمانوں کو اپنے اختصاصی مطالعہ کا موضوع بنایا ہے۔ انھوں نے ۱۹۵۷ء میں ایل (Yale) یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی اور ۱۹۶۳ء سے ہندستانی مسلمانوں کے معاملات کا باقاعدہ مطالعہ شروع کیا جو کہ تقریباً ایک سو ملین تعداد کے ساتھ انڈونیشیاء کے بعد دوسری سب سے بڑی مسلم آبادی کی حیثیت رکھتے ہیں اس سلسلہ میں وہ ہندستان اور پاکستان کے کئی تفصیلی سفر کر چکے ہیں اور پچھلے تقریباً ۲۵ سال سے خاص اسی موضوع پر پڑھتے اور رکھتے رہے ہیں۔ اس موضوع پر ان کے مقالات ممتاز عالمی جرنلوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

ڈاکٹر رائٹ نے اپنی کتاب ہندستانی مسلمان (Muslims in India) میں لکھا ہے کہ ہندستانی مسلمانوں کے مستقبل کا معاملہ بڑی حد تک اس پر منحصر ہے کہ ہندستان اور پاکستان کے باہمی تعلقات کیا صورت اختیار کرتے ہیں۔ انھوں نے پاکستانیوں سے کہا ہے کہ آپ لوگوں کو چاہیے کہ غیر موثر انداز میں ان کے مسئلہ کا چمپین بن کر ان کے مسئلہ کو مشکل تر نہ بنائیں:

رہنمائی حاصل کرنے کا ان کو خیال بھی نہیں آتا، خدا کے لیے اس طریقہ کو بدلیے ورنہ حالات بد سے بدتر ہوتے رہیں گے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ہم پر ظلم نہیں ہو رہا ہے۔ ظلم ہو رہا ہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ ظلم اس ظلم کے نتیجہ میں ہو رہا ہے جو ہم اپنے اوپر کر رہے ہیں۔ اگر ہم کسی اعتبار سے ظالم نہ ہوتے، صرف مظلوم ہی ہوتے تو اللہ کی مدد آچکی ہوتی اور ہم پر ظلم کرنے والوں پر اللہ کی پکڑ آگئی ہوتی۔ ایک اور ظلم ہم اپنے اوپر یہ کر رہے ہیں کہ ہم جہاں رہتے ہیں وہاں کے لوگوں کو اپنا حریف اور دشمن سمجھ کر رہتے ہیں، بجائے اس کے کہ ہم ان کو اللہ کا بندہ سمجھتے اور محبت وحکمت اور اخلاق کے ساتھ ان کو اللہ کی رحمت سے اور ہدایت سے اور جنت سے قریب کرنے کی کوشش کرتے (صفحہ ۱۹-۲۱)

ندوۃ العلماء (لکھنؤ) سے ایک عربی پرچہ نکلتا ہے جس کا نام الرائد ہے۔ اس پرچہ کے شمارہ ۱-۱۶ ستمبر ۱۹۸۷ء میں ایک مضمون چھپا ہے جس کا عنوان ہے: **سر شقائقنا فینا** (ہماری بدبختی کا راز ہمارے اندر ہے) اس مضمون میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ مسلمانوں کی تمام مصیبتوں کی جڑ ان کی اپنی اخلاقی گراوٹ ہے۔ اس کا ایک حصہ یہ ہے: **ان المسلمین فقدوا سیرتھم المثالیة .... فلو تصدی ای شخص للعثور علی الرزائل الخلقیة کلھأ مجتمعة فی امة لوجه افراد ھذه الامة خیر مثال لھأ علی اختلاف الاجناس والالوان** (صفحہ ۳)

اس عربی عبارت کا اردو ترجمہ خود ندوہ ہی کے دوسرے جریدے تعمیر حیات (۲۵ اکتوبر ۱۹۸۷ء، صفحہ ۷) میں ان الفاظ میں چھپا ہے: ’’اگر کوئی شخص تمام اخلاقی برائیوں کو یکجا طور دیکھنا چاہے تو اس کو سب سے واضح اور نمایاں مثال مسلمانوں ہی کی زندگی میں ملے گی۔ رنگ، نسل، زبان اور علاقہ کے لحاظ سے ان میں خواہ کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو، لیکن برائیوں کے قبول کرنے میں غیر معمولی اتفاق نظر آتا ہے۔

اسی بات کو مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: ’’مسلمانوں کی دنیوی مصائب وآفات اور عزت ودولت اور حکومت وغیرہ سے محرومی بھی ان کے برے اعمال کے نتائج اور تعلیمات قرآن وحدیث میں غفلت اور اعراض کے ثمرات ہیں۔‘‘ (تعمیر حیات: ۲۵ اکتوبر ۸۷)

★★★

دیگر اہم مطبوعات حاصل کرنے کے لیے مندرجہ ذیل پتہ ونمبر پر رابطہ کریں:

عبدالصمد خلیل احمد

۱۰۵۰، رویوار پیٹھ، پونے-۴۱۱۰۰۲ (مہاراشٹر)

فون نمبر: **020-24472830** موبائل: **9665059035**

You Shouldn't make things difficult for them by champioing their cause ineffectively.

ڈاکٹر رائٹ نے ہندستان کے مسلمانوں کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ساحلی مسلمان اور اندرونی علاقوں کے مسلمان۔ ساحلی مسلمانوں سے ان کی مراد خاص طور پر جنوبی ہند کے مسلمان ہیں۔ اور اندرونی مسلمانوں سے مراد شمالی ہند کے مسلمان۔ دوسری قسم کے مسلمانوں کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ وہ یادگاری ذہن والے (Monument-conscious) ہیں۔ یہ وہ مسلمان ہیں جو تاج محل اور لال قلعہ اور چار مینار کے درمیان رہتے ہیں۔ ان کا ذہن ابھی تک اِنھیں شاہی یادگاروں میں اٹکا ہوا ہے۔ یہ یادگاریں انھیں یہ بھولنے نہیں دیتیں کہ وہ کبھی اس ملک میں حکمراں طبقہ کی حیثیت رکھتے تھے۔

ڈاکٹر رائٹ کا کہنا ہے کہ ہندستان میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے وہ ذاتوں اور فرقوں میں بٹے ہوئے سماج کا لازمی نتیجہ ہے:

What was happening in India was the inevitable result of the working of case-tidden, communal-oriented society.

ڈاکٹر رائٹ نے حالات کے گہرے تجزیے کے بعد ہندستانی مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیر نمایاں بنالیں تاکہ وہ ہندو (اکثریتی فرقہ) کی غضب ناکی کا شکار نہ ہوں۔ یہ ایسے لوگوں کے لیے بہت سخت مشورہ ہے کہ جو فخر کی نفسیات میں مبتلا ہوں اور اپنی عظمت کے نشانات کے درمیان رہتے ہوں۔ مگر اس کے بغیر وہ فسادات کی صورت میں اس کی قیمت ادا کرتے رہیں گے، جو بہت مہنگی ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں ماننا چاہیے کہ ہندو ساحلی علاقہ کے تجارت پیشہ مسلمانوں کے خلاف بہت کم یا بالکل توجہ نہیں دیتے:

My Advice to Indian Muslim is to be inconspicuous so as not to draw Hindu backlash. This is very hard advice to follow for a proud oepple living in the midst of their monuments of glory. But then the price they pay is very heavy in terms of the riots that occur. Hindus, let us admit, pay little or not attention to coastal Muslim trading communities.

ہندستانی مسلمانوں پر مسلمان لکھنے والوں نے جو کچھ لکھا ہے، اس کے تقریباً تمام قابلِ ذکر حصہ کو راقم الحروف نے پڑھا ہے۔ مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس سلسلہ میں اردو یا عربی یا انگریزی میں جو کچھ لکھا گیا ہے ان سب پر مذکورہ امریکی مستشرق کی تحریر بھاری ہے۔ کسی بھی مسلم اہلِ قلم نے اس مسئلہ کا اتنا گہرا جائزہ نہیں پیش کیا جیسا کہ مذکورہ امریکی عالم نے پیش کیا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ وہ گزرے ہوئے ماضی کی پُر فخر یادوں میں اٹکے ہوئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اب تک اپنے حال کو نہیں سمجھا اور نہ حال کے مطابق وہ اپنے لیے

حقیقت پسندانہ منصوبہ بنا سکے۔

موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لیے بہترین مشورہ یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس ”پچھلی سیٹ“ پر بیٹھنے کے لیے راضی کر لیں جہاں حالات نے انھیں پہنچایا ہے۔ جدید ہندستان میں باعزت مقام حاصل کرنے کا یہی وہ واحد راستہ ہے۔ اس کے سوا جو راستے ان کے لیڈر پیش کر رہے ہیں وہ صرف بربادی میں اضافہ کرنے والے ہیں نہ کہ کامیابی کی طرف لے جانے والے۔

★★★

داخلی مسئلہ

قرآن وحدیث میں نہایت واضح طور پر یہ بات بتائی گئی ہے کہ مسلمانوں پر جب بھی کوئی مصیبت آئے گی تو ان کی اپنی داخلی کمزوریوں کی بنا پر آئے گی۔ باہر کی کوئی طاقت انھیں کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں علماء اسلام نے یہ کیا کہ جب بھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئی تو انھوں نے خود مسلمانوں کو یہ نصیحت کی کہ تم اپنی اندرونی خرابیوں کی اصلاح کرو، کیوں کہ اپنی اندرونی خرابیوں کی اصلاح کر کے ہم تم بیرونی خطرات سے بچ سکتے ہو۔

۱۷۳۹ء میں ایرانی حکمراں نادر شاہ نے ہندستان پر حملہ کیا اور دہلی کے مسلمانوں کو لوٹا اور ان کا قتل عام کیا۔ یہ بے حد سخت لمحہ تھا۔ لوگوں نے وقت کے بزرگ حضرت مرزا مظہر جانجاناں سے اس کی شکایت کی۔ انھوں نے ایسا نہیں کیا کہ نادر شاہ پر ذمہ داری ڈال کر اس کو لعنت ملامت کرنے لگیں۔ اس کے بجائے انھوں نے یہ فرمایا کہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ ہماری اپنی ہی بداعمالیوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس لیے سب سے زیادہ اپنے اعمال کی اصلاح کی طرف توجہ کر یہ دراصل خود ہمارے برے اعمال ہیں جنھوں نے نادر کی صورت اختیار کر لی ہے:

شامتِ اعمال ما صورتِ نادر گرفت

ماہنامہ الفرقان (جولائی ۱۹۸۷ء) میں مولانا محمد منظور نعمانی کی ایک تقریر شائع ہوئی ہے۔ بارہ صفحات کی یہ تقریر خاص اسی موضوع پر ہے۔ اسمیں مولانا موصوف فرماتے ہیں: ”قرآن وحدیث کی روشنی میں یقین ہے کہ آج ہم مسلمانوں پر جو مصیبتیں جہاں بھی آ رہی ہیں اور جو مظالم ہو رہے ہیں وہ سب ہماری بد اعمالیوں اور نافرمانیوں کے نتائج ہیں۔ اسی حقیت کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔: "**وما ظلمنا هم ولكن كانوا انفسهم يظلمون**" ایک حدیث قدسی کے الفاظ ہیں: **انما هي اعمال احصيها لكم**۔

بدقسمتی سے اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ جن مشکلات میں مسلمان مبتلاء ہیں ان سے نجات پانے کے لیے ان کے ناخدا شناس اور دین سے بے بہرہ قائد و رہنما ان قوموں کے طور طریقوں سے رہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہیں جو ایمان سے محروم ہیں۔ قرآن سے ہدایت اور